26
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۶ جون ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کا مسنون طریقہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْکَعُ ثُمَّ یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّکْعَةِ ثُمَّ یَقُوْلُ وَ هُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَهْوِیْ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَسْجُدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی الصَّلٰوةِ کُلِّهَا حَتّٰی یَقْضِیَهَا وَیُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَیْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر تکبیر کہتے یعنی اللہ اکبر پھر رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے۔ پھر رکوع سے پشت کو اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر جب اچھی طرح کھڑے ہو جاتے تو ربنا لک الحمد کہتے پھر سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے۔ پھر دوسرے سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر پھر سجدے سے سر کو اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے اور اسی طرح ساری نمازیں کرتے۔ یہاں تک کہ نماز پوری کر لیتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے

تکبیر تحریمہ کا بیان

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْهِ وَحَاذٰی اِبْهَامَیْهِ اُذُنَیْهِ ثُمَّ کَبَّرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤٗدَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ یَرْفَعُ اِبْهَامَیْهِ اِلٰی شَحْمَةِ اُذُنَیْهِ

ترجمہ۔ وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جس وقت نماز کو کھڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں شانوں تک اٹھایا اور ہاتھ کے انگوٹھوں کو کانوں کے برابر رکھا پھر اللہ اکبر کہا (ابوداؤد) اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کی لو تک اٹھایا۔

نماز کا طریقہ

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ اُصَلِّیْ قَالَ اِذَا تَوَجَّهْتَ اِلَی الْقِبْلَةِ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَقْرَاَ فَاِذَا رَکَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَیْكَ عَلٰی رُکْبَتَیْكَ وَمَکِّنْ رُکُوْعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰی تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰی مَفَاصِلِهَا فَاِذَا سَجَدْتَ فَمَکِّنْ لِلسُّجُوْدِ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰی فَخِذِكَ الْیُسْرٰی ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاؤٗدَ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مَعْنَاهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَتَوَضَّاْ کَمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَاَقِمْ فَاِنْ کَانَ مَعَكَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَاْ وَاِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَکَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْکَعْ۔

ترجمہ:۔ رفاعہ بن رافع کہتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور نماز پڑھی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ نے فرمایا تو اپنی نماز کو دوبارہ پڑھ ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بتایئے کس طرح نماز پڑھوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب متوجہ ہو تو قبلہ کی طرف تو اللہ اکبر کہہ۔ پھر سورہ فاتحہ پڑھ۔ اور جو کچھ اللہ نے چاہا کہ تو پڑھے۔ یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ اور پڑھ۔ پھر جب تو رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے زانوؤں پر رکھ اور قائم رہ رکوع میں اور پشت کو ہموار رکھ۔ پھر جس وقت تو سر اٹھائے تو اپنی پشت کو سیدھا رکھ اور سر کو اٹھا یعنی سیدھا کھڑا ہو جا کہ کمر کی ہڈیاں اپنی جگہ پر آ جائیں پھر جب سجدہ کرے تو اطمینان سے سجدہ کر۔ پھر جب سجدہ سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ کر پھر اسی طرح ہر ایک رکوع اور سجدہ میں کر یہاں تک کہ ہر ایک رکن کو اطمینان سے ادا کر (یہ الفاظ مصابیح کے ہیں۔ اور ابوداؤد نے کچھ فرق سے اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی و نسائی نے اس کے ہم معنی روایت کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ کہ جب تو نماز کو کھڑا ہو تو اس طرح وضو کر جیسا کہ خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے۔ پھر کلمہ شہادت پڑھ۔ یعنی وضو کے بعد۔ یا کلمہ شہادت سے مراد اذان ہے۔ پھر تکبیر یا نماز کو کھڑا ہو۔ اور قرآن میں جو کچھ تجھ کو یاد ہو اس کو پڑھ۔ اور کچھ یاد نہ ہو تو الحمد للہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہہ اور پھر رکوع کر)

مکر و فریب کا لقمہ

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ اُکْلَةً فَاِنَّ اللّٰهَ یُطْعِمُهٗ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ کُسِیَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَکْسُوْهُ مِثْلَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِیَاءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَقُوْمُ لَهٗ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِیَاءٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (رواہ ابو داؤد)

مستوردؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی مسلمان کے سبب سے لقمہ کھایا تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے ویسا ہی کھلائے گا۔ اور جسے کسی مسلمان کے سبب سے کپڑا پہنایا گیا تو اللہ تعالیٰ اُسے ویسا ہی دوزخ سے کپڑا پہنائے گا اور جو شخص کسی آدمی کے سبب سے اپنے آپ کو سنانے اور دکھانے کی جگہ پر کھڑا کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے سنانے اور دکھانے کے لئے کھڑا ہوگا۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ جمعۃ المبارک مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۵۹ء شمارہ

قربانی کا مسئلہ

آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں ۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں ۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خواب کا ذکر حضرت اسماعیلؑ سے فرمایا ۔ سعادت مند بیٹے نے عرض کیا کہ آپ کو جو حکم ہوا ہے ۔ آپ اس کی تعمیل فرمائیں ۔ مجھے آپ انشاء اللہ صبر کرنیوالوں میں پائیں گے ۔ باپ اور بیٹا دونوں اللہ تعالٰے کے حکم کی تعمیل کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ۔ مکہ معظمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر منٰی کے میدان میں باپ نے بیٹے کو منہ کے بل لٹا کر اس کے حلق پر چھری چلا دی ۔ لیکن اللہ تعالٰی کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے بیٹے کو چھری کے نیچے سے کھسکا لیا اور جنت سے لایا ہوا دنبہ اس کے نیچے کر دیا اور وہ ذبح ہو گیا ۔

اس وقت سے لے کر آج تک ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے اسماعیل علیہ السلام کی یہ سنت ہر سال منائی جاتی ہے ۔ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جانے والے حجاج منٰی کے میدان میں اور باقی دنیا کے مسلمان اپنے اپنے گھروں میں اس سنت کی یاد تازہ کرتے ہیں ۔ اس طویل عرصہ میں کسی کو اس سنت میں تحریف کرنے کی جرأت نہیں ہوئی ۔ لیکن بیسویں صدی میں بعض تجدد پسند مغرب زدہ طبیعتوں نے اس میں تحریف کا پہلو ڈھونڈ نکالا ہے ۔ ان کا خیال ہے کہ جانوروں کی قربانی پر جو روپیہ مسلمان صرف کرتے ہیں ۔ حکومت اس کو نقدی کی صورت میں وصول کر کے قوم کی فلاح و بہبود کے کاموں میں صرف کرے ۔ اب تک تو یہ تجدد پسندی حاملین تہذیب مغرب کا شعار رہا ہے ۔ لیکن بدقسمتی سے اس سال بعض علماء کرام بھی اس رو میں بہہ گئے ہیں ۔ انہوں نے کھلم کھلا ان لوگوں کی تائید میں اپنا تمام زور خطابت صرف کر دیا ہے ۔ لاہور کے کچھ متقدر علماء کرام نے اس خیال کو افسوسناک اور گمراہ کن قرار دیا ہے ۔

اللہ تعالٰی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج کے موقعہ پر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ فرما کر دین میں تحریف کے تمام راستے بند فرما دیئے ۔ قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالٰی نے خود ٹھیکہ لے لیا ۔ اور اس کے ساتھ احادیث بھی محفوظ ہو گئیں ۔ یہ تجدد پسندی در اصل انکار حدیث کا نتیجہ ہے ۔ قرآن مجید کے ساتھ اگر احادیث کو بھی شامل کر لیا جائے تو ہمیں ہر دینی معاملہ میں مکمل راہنمائی مل سکتی ہے قربانی کے مسئلہ کے متعلق احادیث میں پوری وضاحت فرمائی گئی ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعد میں تمام بزرگان دین ، سلف صالحین نے مکہ معظمہ سے دور رہ کر بھی ہر سال سنت ابراہیمی کی یاد تازہ فرمائی ۔ ہمیں حیرت ہے کہ جانوروں کی قربانی کے خلاف آواز اٹھانیوالے عید الاضحیٰ کی نماز قرآن کی کس آیت کے ماتحت ادا کرتے ہیں ۔ ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ کی نماز عصر تک جو تکبیرات کہی جاتی ہیں وہ بھی سنت ہیں ۔ قرآن مجید میں ان کا بھی ذکر کہیں نہیں آتا ۔ غرضیکہ ذی الحجہ کے عشرۂ اول میں مسلمان ابراہیم علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشمار سنتوں کا اتباع کرتے ہیں ۔ اگر آج قربانی کے جانور ذبح کرنے کی بجائے ان کی قیمت حکومت کے خزانہ میں جمع کرادی جائے تو کل یہی لوگ باقی سنتوں کو خیرباد کہنے کی مسلمانوں کو تلقین کریں گے ۔ ہماری رائے میں یہ لوگ اس طرح ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر مسلمانوں کے دلوں سے محو کرانا چاہتے ہیں ۔ قرآن مجید کی رو سے ان کا ذکر خیر قیامت تک رہے گا اور یہ لوگ اپنے مشن میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکیں گے ہمیں تو ڈر ہے کہ مسلمانوں کو ابراہیمؑ کی اس سنت سے محروم کر کے ان کا مقصد بھی پورا نہ ہوگا ۔ اگر ایک سال مسلمان قربانی کے جانوروں کی قیمت حکومت کے خزانے میں جمع بھی کرادینگے تو آئندہ اس بار سے بچنے کے لئے حیلے بہانے تراشنے لگیں گے ۔

آخر میں ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی تجدد پسندی کو خاموش تماشائی کی حیثیت سے نہ دیکھتی رہے ۔ ورنہ یہ چنگاری اگر بھڑک اٹھی تو ملک کے خرمن امن کو جلا کر خاکستر کر دے گی ۔ مسلمان خود بے دین سہی ۔ لیکن اس قسم کی تحریف ہرگز برداشت نہ کریگا ۔

مجلس ذکر

عید الضحیٰ کی تقریب سعید اس سال جمعرات مورخہ ۱۸ جون ۱۹۵۹ء کو منائی گئی ہے ۔ اگرچہ کافی احباب مجلس ذکر کے لئے جمعرات کی شام کو جمع ہو گئے تھے ۔ لیکن دستور کے مطابق مجلس ذکر عید کے دن منعقد نہیں کی گئی ۔ لہٰذا زیر نظر شمارہ میں ہم اس عنوان کے ماتحت حضرت اقدس مدظلہ کی تقریر ہدیہ قارئین کرنے سے معذور ہیں ۔ البتہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے خطبہ جمعہ کا ضمیمہ پیش یہ جا رہا ہے ۔ جس میں ہنگامی طور پر منکرین قربانی کے دلائل کا رد پیش کیا گیا ہے ۔

اخباری کاغذ

۲۲ مئی ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں ہم نے اخباری کاغذ کے متعلق اپنی مشکلات کا ذکر کیا تھا ۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی محکمہ تعلقات عامہ مغربی پاکستان اور نیوز پرنٹ کنٹرولر نے ہماری مشکلات کی طرف فوراً توجہ فرمائی ہے جس کے لئے ہم ان کے تہ دل سے ممنون ہیں ۔ ماہ جون کا کوٹہ نہیں ہی شماروں میں خرچ ہو جانے کی وجہ

باقی پر صفحہ ۱۳

عبدالحمید خاں شوقؔ
بورسٹل جیل لاہور

خدا کی جناب میں

نے جام میں نہ صحبتِ حسن و شباب میں
گرنے میں جو مزا ہے خدا کی جناب میں

یہ نور اُس کے نور کی ہلکی سی ہے ضیا
آتا ہے جو نظر تمہیں نورِ آفتاب میں

جو نور تم نے چاند میں دیکھا نہارات کو
پرتو اُسی کے نور کا ہے ماہتاب میں

ملت کے نوجوان کیوں غم سے چُور ہیں
رہتا ہوں بیقرار اسی پیچ و تاب میں

بدلا جنہوں نے تھا کبھی نظمِ جہان کو
خود منتشر ہیں آج وہ اپنے ہی باب میں

بے پردہ پھر رہی ہیں کیوں ملت کی بیٹیاں
رکھتی نہیں ہیں آج وہ خود کو حجاب میں

تہذیب مغربی نے سکھائی غلط روی
پانی سمجھ کے آگئیں وہ کس سراب میں

کرب و بلا کا حادثہ ہے منتہائے رنج
تڑپا کئے وہ رات دن اُمیدِ آب میں

وہ شمر وہ یزید وہ ابنِ زیاد آج
ماخوذ ہیں وہ تمام ہی بطش عذاب میں

انجامِ قاتلانِ امامِ حسینؑ دیکھ!
نارِ جحیم[1] ان پہ ہے روزِ التہاب[2] میں

آلِ نبی کا ذکر ہے کس درجہ اوج پر
ان کے مزار بس گئے مشک و گلاب میں

یہ ظلم و جور کیوں ہوا آخر حسینؑ پر
اے شوقؔ اشکبار رہوں اس اضطراب میں

از قلم عبدالرحیم جاوید
الہ آبادی

ثنائے محمد عربی

زباں ہے صرف ثنائے محمد عربی
ہے قلب وقف ولائے محمد عربی
[illegible] لقائے محمد عربی
ہے جان و دل سے فدا [illegible] حرمتِ ایماں
ہیں جوش میں [illegible] لبوں پہ ثنائے محمد عربی
نہ آئے [illegible] دستِ دعا سے جھکائے ہیں
اٹھے جو دست بھی [illegible] محمد عربی
رہی [illegible] سلاطین [illegible] کے در پہ گدائے محمد عربی
خوشا نصیب کی تجلیاں بھر دو
دلوں میں جلوۂ ایماں [illegible] محمد عربی
بسی ہے [illegible] شانِ محبوبی
نگاہ میں [illegible] صاف قاضیٔ [illegible] محمد عربی
عیاں ہے صاف رضائے حق رضائے محمد عربی

یونس بدایونی، ڈیرہ اسمٰعیلخاں

نعت

تمنائے دلی ہے اے مقدس جالیوں والے
دلِ حسرت زدہ خود تم سے حال اپنا بیاں کر لے

تمہیں بھولے تمہارے اسوۂ حسنہ کو ہم بھولے
وہ تھوڑا ہے ستم جو ہم پہ یہ دورِ زماں کر لے

بہت ہوں تنگ دنیا سے اور اس دنیا کے جھگڑوں سے
مجھے اے کاش اپنا خاکِ طیبہ مہماں کر لے

ترے بس میں ہے یارب ظاہر و باطن دو عالم کا
نہاں کو تو عیاں کر دے عیاں کو تو نہاں کر لے

تصور میں شہ لولاک کے ترکِ خودی کر کے
مکانِ دل سے ہی یونسؔ تو سیر لامکاں کر لے

---

[1] جحیم: دوزخ کا پانچواں طبقہ جس میں نہایت تیز شعلوں والی آگ ہے۔ [2] التہاب: شعلہ زنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

ایک عنوان کے تین اجزا

(۱) دنیا کی گذشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کی ایک تباہ کن غلطی جس کے باعث وہ ہلاک ہوتی رہیں

(۲) اور وہ غلطی یہ تھی کہ ہر قوم کو دنیا اور آخرت کی بہتری کی تعلیم دینے کیلئے اللہ تعالےٰ نے جو حضرات (انبیاء علیہم السلام) ان کے پاس بھیجے جنکی ساری تعلیم اس قوم کی دنیا اور آخرت کی خیر خواہی پر مبنی تھی۔ اس قوم نے انہیں حضرات (انبیاء علیہم السلام) کی سرتوڑ مخالفت کی تھی اور اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت اور اپنی تباہی پر خود ہی دستخط کئے تھے۔

(۳) آج بھی سطح دنیا پر ان بدنصیب قوموں کے پیروکار انکے نقش قدم پر چلنے والے موجود ہیں

عنوان مذکور کی شہادتیں

پہلی

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّ لٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَکُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو (یعنی وَدّ ۔ سُواع ۔ یغوث ۔ یعوق ۔ نسر۔ ان کے بتوں کے نام تھے جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کی پوجا چھوڑ دو) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریحی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

شیخ الاسلام کے حاشیہ سے تائید

اَنْصَحُ لَکُمْ۔ تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ کی تائید کی بنا پر مجھے یہ معنی کرنے کی جرأت ہوئی۔ حاشیہ کی عبارت ملاحظہ ہو یعنی میں تو ذرا بھی نہیں بہکا۔ ہاں تم بہک رہے ہو۔ کہ خدا کے پیغمبر کو نہیں پہچانتے۔ جو نہایت فصاحت سے خدائی پیغام تم کو پہنچا رہا ہے اور تمہاری بھلائی چاہتا ہے۔ تم کو عمدہ نصیحتیں کرتا ہے اور خدا کے پاس سے وہ علوم و ہدایت لے کر آیا ہے جن سے تم جاہل ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے صحیح معنی میں خیر خواہ ہیں اور اسی خیر خواہی کے نقطۂ نگاہ سے ان کی ایسی رہنمائی فرما رہے ہیں۔ جس کے مان لینے سے قوم کی دنیا کی زندگی بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔ مگر وہ لوگ اپنی حماقت اور غیر مآل اندیشی کے باعث حضرت نوحؑ کی کوئی قدر نہیں کرتے۔ بلکہ اُلٹا

حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اُڑاتے ہیں

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَ اصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّہُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَ یَصْنَعُ الْفُلْکَ ۟ وَ کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَ یَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْہَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَہْلَکَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ وَ قَالَ ارْکَبُوْا فِیْہَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىہَا وَ مُرْسٰىہَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورۃ ہود ع ۴ ۔ پ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوحؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ بیشک وہ غرق کئے جائینگے اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اسکی قوم کے سردار اس پر گزرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائیگا کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کریگا اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کے جوڑا نر مادہ چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

دوسری

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے۔ اور یاد کرو۔ جبکہ تمہیں قوم نوحؑ کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پہ کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے۔

حاصل

اس قصے سے مختصر نتیجہ یہ نکلا کہ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ بجائے اس کے کہ قوم اس مبارک مشورہ کو قبول کرتی۔ اُلٹا اس قوم کے سرداروں نے (کیونکہ دولت کے نشہ اور قوم میں عزت کے باعث یہ طبقہ زیادہ بد دماغ مغرور اور متکبر ہوتا ہے۔ اپنے متعلق ہر مخالف کی بات کو اپنی توہین سمجھتا ہے۔ اور بے سوچے سمجھے اپنی متکبرانہ شان میں بات کہنے والے کی توہین و تذلیل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی طریقہ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق قوم کے سردار کر رہے ہیں) یہ کہا کہ اے ہودؑ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں ہود علیہ السلام پیغمبر خدا ہونے کے باعث اعلےٰ درجہ کے متحمل مزاج ہیں۔ انہوں نے بڑے تحمل اور بڑی بردباری سے جواب دیا کہ میں بیوقوف نہیں ہوں۔ بلکہ تمہیں اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچا رہا ہوں۔ مدتہائے مدیدہ کی محنت و تمحیص کے بعد بھی وہ لوگ اپنی غلط روش سے باز نہ آئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس بدنصیب قوم کے متعلق صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا فیصلہ فرمایا۔ اس قوم کی تباہی کے واقعہ کی

تصویر سورۃ الحاقہ پارہ ۲۹ میں ملاحظہ ہو

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝

(سورۃ الحاقہ ع ۱۔ پ ۲۹)

ترجمہ۔ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔ جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اُتری تھی مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (ہم سے زیادہ طاقتور

کون ہے، وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے۔ گویا کہ کھجور کے کھوکھلے اور بیجان تنے ہیں۔ جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو۔ یعنی ان قوموں کا بیج بھی باقی نہ رہا۔ اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں

عبرت

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہود علیہ السلام کو جن لوگوں کی خیر خواہی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کی راہ نمائی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ بلکہ اسے بیوقوف کا لقب دے کر ذلیل کرنے لگے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا ہمارا فرض ہے۔

تیسری

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۱۰ - پ ۸)

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو۔ تاکہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا کہ جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا اے صالحؑ لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالحؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

شیخ الاسلام کے حواشی

اس بدبخت قوم ثمود کے واقعات جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ ان پر مزید وضاحت کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ جو دلیل تم مانگتے تھے وہ پہنچ گئی۔ صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے عہد و اقرار کیا تھا کہ آپ پتھر کی ایک ٹھوس چٹان میں سے حاملہ اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا نے حضرت صالح کی دعا سے ویسا ہی کر دیا۔ ان کو کہا جا رہا ہے کہ تمہارا فرمائشی معجزہ تو خدا نے دکھلا دیا اب ایمان لانے میں کیا تامل ہے۔ یہ اونٹنی خدا کی قدرت اور میری صداقت کی نشانی ہے۔ جو میری دعا پر غیر معتاد طریقہ سے خدا نے پیدا کی اس کے حقوق کی رعایت کرو۔ مثلاً خدا کی زمین میں مباح گھاس کھانے اور اس کی باری میں پانی پینے سے نہ روکو۔ غرض خدا کے اس نشان کے ساتھ جو تم نے خود مانگ کر حاصل کیا ہے۔ برائی سے پیش مت آؤ۔ ورنہ تمہاری بھی خیر نہیں (اور) احسان فراموشی اور شرک و کفر کر کے زمین میں خرابی مت پھیلاؤ۔ قوم میں بڑے بڑے متکبر سردار اور معاندین تھے۔ وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاءً کہتے تھے کہ (کیا بڑے آدمی تو آج تک نہ سمجھے۔ مگر) تمہیں معلوم ہو گیا کہ صالحؑ خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ کہ (معلوم ہونا کیا معنی۔ معلوم تو تم کو بھی ہے) ہاں ہم دل سے قبول کر کے اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں۔ متکبرین اس حکیمانہ جواب سے کھسیانے ہو کر بولے کہ جس چیز کو تم نے مان لیا ہے۔ ہم ابھی تک اسے نہیں مانتے۔ پھر بھلا تمہارے جیسے خستہ حال آدمیوں کا ایمان لے آنا کونسی بڑی کامیابی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی۔ دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے۔ اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسی اس کی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہوئی۔ لوازم و آثار حیات بھی غیر معمولی تھے۔ آخر لوگوں نے غیظ میں آ کر اس کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ اور بدبخت قدار نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ بعدہٗ خود حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر تیار ہونے لگے۔ اور اس طرح خدا کے احکام کو جو "صالح" اور "ناقہ" کے متعلق تھے۔ پس پشت ڈال دیا (اور صالحؑ سے کہا۔ اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے)۔ ایسے کلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں۔ جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے۔ عاد اولیٰ کی طرح ثمود بھی اس مرتبہ پر پہنچ کر عذاب الٰہی کے مورد بنے۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ (پس ان کو زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح

کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے، دوسری آیت میں صیحہ (چیخ) سے ہلاک ہونا فرمایا ہے۔ شاید نیچے سے زلزلہ اور اوپر سے ہولناک آواز آئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ حضرت صالح قوم کی ہلاکت کے بعد مکہ معظمہ یا ملک شام کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے ان کی لاشوں کے انبار دیکھ کر یہ خطاب فرمایا۔ یا تو اسی طرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین بدر کو فرمایا تھا اور یا محض بطور تحسر فرضی خطاب تھا۔ جیسے شعراء دیار کو اطلال (کھنڈرات) وغیرہ کو خطاب کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب ہلاکت سے پہلے تھا۔ اس صورت میں بیان میں ترتیب واقعات مرعی نہ ہوگی۔ بہر حال اس خطاب میں دوسروں کو سنانا تھا کہ اپنے معتبر خیر خواہوں کی بات ماننی چاہیئے۔ جب کوئی شخص خیر خواہوں کی قدر نہیں کرتا تو ایسا نتیجہ دیکھنا ہی پڑتا ہے۔" شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی صالح علیہ السلام کی قوم سے جو متعلق تھے وہ یہاں آکر ختم ہوئے ہیں۔

چوتھی

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہ وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ج وَاذْکُرُوْٓا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ہ وَاِنْ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِہٖ وَطَآئِفَۃٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ہ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِھِیْنَ ہ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰہُ مِنْھَا ط وَمَا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْھَآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا ط وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ط عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا ط رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ہ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ہ فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ہ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا ج اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا ھُمُ الْخٰسِرِیْنَ ہ فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ ج فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ہ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۹۔

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم۔ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑک پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے۔ اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے۔ جو میرے ذریعے سے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی۔ پس صبر کرو جبتک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دینگے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے۔ انہوں نے کہا اگر تم شعیب کی تابعداری کروگے تو بیشک نقصان اٹھاؤگے پھر انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔ پھر ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے۔ اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

بانی نسل انسانی (آدم علیہ السلام) کے ساتھ امام المضلین (ابلیس) کی عداوت کا سبب

اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌ م بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ہ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ہ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ہ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ہ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ہ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ ج وَّاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ہ (سورۃ ص، رکوع ۵ پ ۲۳)۔

ترجمہ:۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہ کیا۔ تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ فرمایا۔ اے ابلیس تمہیں اس کے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا۔ کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا۔ اس نے عرض کی۔ میں اس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔ فرمایا۔ پھر تو یہاں سے نکل جا۔ کیونکہ تو راندہ گیا ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آدم علیہ السلام کے متعلق ملائکہ عظام اور ابلیس کو جو حکم تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اس کی تعمیل ابلیس نے نہیں کی اور جب سجدہ نہ کرنے کی جواب طلبی کی گئی تو کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اور بہتری کا سبب بھی بیان کر دیا۔ اس

حکم عدولی کے باعث ابلیس پر لعنت پڑی۔ اور یہی لعنت ابدالآباد کے لئے نسل آدمؑ کے ساتھ عداوت (دشمنی) کا باعث بنی۔

مہلت کا مانگنا

جب ابلیس کو یقین ہو گیا کہ اب مجھے لعنت کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالےٰ سے مہلت مانگی۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ○ (سورۃ ص۔ ع ۵۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ عرض کی۔ اے میرے رب پھر مجھے مُردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا۔ پس تمہیں مہلت ہے۔ وقت معین کے دن تک (یعنی قیامت کے دن تک)

مہلت لینے کی غرض

ابلیس (شیطان) نے قیامت تک عذاب الٰہی میں مبتلا کئے جانے سے مہلت لینے کی غرض یہ بیان کی۔ (قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ○) سورۃ ص۔ ع ۵۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب (یعنی تمام نسل آدم) کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔ (فقط وہ میرے پھندے میں نہیں آئیں گے)

اس ملعون کا اندازہ ٹھیک نکلا

اس نے جو اپنا اندازہ لگایا تھا کہ میں تیرے مخلص بندوں کے سوا باقی سب کو گمراہ کر دوں گا۔ اس کا اندازہ تجربے کے بعد صحیح نکلا۔

اس کے متعلق متعدد شہادتیں

پہلی

کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ○ وَعَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ○ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ○ (سورۃ ق ع۔ پ ۲۶)

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ اور کنوئیں والوں نے اور قوم ثمود نے جھٹلایا اور قوم عاد اور فرعون نے اور قوم لوطؑ نے اور بن والوں اور قوم تبع نے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا عذاب کا وعدہ ثابت ہوا۔

دوسری

(کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ○ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْئَیْکَۃِ ط اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ ○ اِنْ کُلٌّ اِلَّا کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ○)

(سورۃ ص رکوع ۱ پ ۲۳)

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ اور عاد اور میخوں والا فرعون اور ثمود اور لوطؑ کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ یہی وہ لشکر ہیں۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ پس میرا عذاب آموجود ہوا

تیسری

(یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ○)

(سورۃ یٰسٓ رکوع ۲۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔

چوتھی

وَلَقَدِ اسْتُھْزِیَٔ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْھُمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ○ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پ ۷)

ترجمہ۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اڑاتے تھے +

گذشتہ ہلاک ہونے والی قومیں جس غلطی کے باعث ہلاک ہوئی تھیں۔ آج بھی مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ وہی غلطی کر رہا ہے

اور وہ غلطی

وہی ہے جو اس خطبہ کے عنوان میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ ہر قوم کو دنیا اور آخرت کی بہتری کی تعلیم دینے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو حضرات (انبیاء علیہم السلام) ان کے پاس بھیجے۔ جن کی ساری تعلیم اس قوم کی دنیا اور آخرت کی خیر خواہی پر مبنی تھی اس قوم نے انہیں حضرات (انبیاء علیہم السلام) کی سرتوڑ مخالفت کی تھی اور اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت اور اپنی تباہی پر خود ہی دستخط کئے تھے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی پیغمبر نہیں آئیگا

برادران اسلام۔ غور سے سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہوا ہے۔ تاکہ رہتی دنیا تک یہی پیغام لوگوں کے کانوں تک پہنچتا رہے۔ جس میں مسلمانوں کی دنیا اور آخرت کی بہتری کا راز مضمر ہے

عالم یا مولوی

آج کل کے زمانہ کی اصطلاح میں جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے اس قرآن مجید کے سمجھنے اور خلق خدا کے گوشگزار کرنے کی توفیق دی ہے۔ انہیں حضرات کو آج کل کی اصطلاح میں مولوی صاحب یا عالم دین کہا جاتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں ایک بہت بڑا طبقہ علماء دین کی توہین کرنا اور ان پر تمسخر اڑانا ایک معمولی بات سمجھتا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ علماء دین کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کی جو آواز نکلتی ہے اسے غور سے سنیں اور اپنی اصلاح کریں۔ تاکہ دنیا میں مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائیں۔ اور آخرت میں انہیں حضرات کی تعلیم اور صحبت کی برکت سے دوزخ سے بچ جائیں اور رضائے الٰہی کا تمغہ لے کر جنت کا داخلہ انہیں نصیب ہو جائے

بجائے اس کے

اس بد نصیب طبقہ کے ذہن میں ملا یا مولوی یا عالم دین ایک ذلیل قسم کا عنوان ہے۔ جو ان کے خیال میں ایک ذلیل قسم کے انسانوں پر بولا جاتا ہے۔

علماء ربانی

اے تعلیم یافتہ نوجوان علماء دین کی توہین کرنے والے چونکہ تیرے ہی طبقہ میں اس خیال کے زیادہ سے زیادہ آدمی پائے

جاتے ہیں ۔ اس لئے تمہیں ہی مخاطب کرتا ہوں کہ تیرے صحیح اور اصلی خیرخواہ وہی علماء دین ہیں ۔ جن کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن مجید میں ہے ۔ اور بائیں ہاتھ میں مشعلِ حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو دراصل قرآن مجید کی شرح ہے اور قرآن مجید کی مراد الٰہی بیان کرنے والی ہے ۔ انہی حضرات کو اہل حق حضرات کی اصطلاح میں علماء ربانی کہا جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ حضرات رب والے علم (قرآن مجید) کے حامل ہوتے ہیں اور اسکی شرح جو رب نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں القا فرمائی ہے ۔ اسی کو قرآن مجید کی شرح کرنے میں پیش نظر رکھتے ہیں ۔ اس لئے بھی ان حضرات کو علماء ربانی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

لہٰذا

تو گزشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کی طرح اس مقدس جماعت پر تمسخر نہ اڑا بلکہ مذکور الصدر حضرات علماء ربانی کی صحبت میں آکر ادب اور عقیدت سے بیٹھ ۔ اور اپنی دنیا اور آخرت کی بہتری کے قوانین کتاب و سنۃ سے سن اور اپنی اصلاح کر ۔

ورنہ یاد رکھ

اے علماء دین پر تمسخر اڑانے والے نوجوان یہ یاد رکھ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح پہلی تمسخر اڑانے والی اُمّتوں کے خلاف اللہ تعالےٰ میدان محشر میں ان کے انبیاء علیہم السلام کو بطور گواہ لائے گا ۔ کہ اے اللہ ہم نے تو تیرا پیغام انہیں پہنچا دیا تھا ۔ انہوں نے تیرا فرمان بھی نہیں مانا تھا اُلٹا ہمارا مذاق اُڑاتے تھے ۔

بعینہٖ اسی طرح

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی نبی آنے والا نہیں ۔ اس لئے بعینہٖ اسی طرح تمہارے خلاف اللہ تعالیٰ انہیں حضرات علماء کرام کو بطور گواہ کے لے آئے ۔ اور یہی حضرات بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر یہ شہادت دیں کہ اے اللہ ہم نے تو پیغام (قرآن مجید) اور اسکی شرح (حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) ان لوگوں کو پہنچا دی تھی ۔ انہوں نے تیرے پیغام ۴۴

۴۴ حق کو تسلیم تو نہ کیا ۔ بلکہ اُلٹا ہمیں بیوقوف بناتے تھے اور ہمارا مذاق اُڑاتے تھے ۔ اور یہی چیز بعض اہل دل حضرات علماء کرام نے لکھی بھی ہے ۔

نتیجہ

مذکور الصدر صورت حال پیدا ہونے کے بعد وہی نتیجہ نکلے گا ۔ جو پہلی اُمتوں کے خلاف انبیاء علیہم السلام کی شہادت کے بعد نکلا تھا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ ✦

ضمیمہ خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چار ہزار سال کے بعد شیطان لعین کی ایک نئی شرارت

(۱) وہ یہ کہ عید قربان پر جانوروں کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قربانی کی بجائے یہی روپیہ مسلمانوں کے کسی اور اجتماعی مصرف پر صرف کر دیا جائے

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت جو تقریباً چودہ سو سال سے قربانی کرتی آئی ہے ۔ وہ بھی ایک غلط رسم ادا ہوتی آئی ہے ۔

حاصل

گذشتہ سطور کا حاصل یہ ہے ۔ کہ قربانی کی رسم جو ملت ابراہیمی میں چار ہزار برس سے چلی آ رہی ہے اور جس پر خود سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمل کرکے دکھایا اور صحابہ کرام رض نے حضور انور کے روبرو اس سنت پر عمل کرکے آپ کی تابعداری کا حق ادا کر دکھایا اور صحابہ کرام کے بعد مسلمانوں نے اس سنت پر آج تک عمل کر کے دکھایا اور عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہر سال نکھوکھا نہیں ۔ بلکہ کروڑہا مسلمانوں نے اس سنّت ابراہیمی پر عمل کرکے دکھایا یہ یاد رہے کہ آج کل کے

کسی گمراہ کرنیوالے

کی آواز پر لبیک کہہ کر مسلمان اس مبارک رسم کو چھوڑ نہیں سکتے ۔ کیونکہ انہوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھا ہُوا ہے ۔ لہٰذا ان کا عقیدہ ہے کہ ہم صحیح معنی میں یا اصلی اور سچّے مسلمان فقط اسی صورت میں رہ سکتے ہیں کہ دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں ۔

مسلمانوں کو قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا پیش کردہ اسلام کا سمجھانا میرا فرض ہے

قربانی کی یہ رسم دراصل

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چلی ۔

اس کا ثبوت

حضرت ابراہیمؑ کی نیک بیٹا عطا ہونیکی

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ (سورہ الصّٰفّٰت ۔ رکوع ۳ ۔ پ ۲۳) ترجمہ ۔ اے میرے رب مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر ۔

دُعا کی قبولیّت

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ ۔ پ ۲۳) ترجمہ ۔ پھر ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی ۔

اس لڑکے کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِينَ سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ ۔ پ ۲۳ ترجمہ ۔ پھر جب وہ اسکے ہمراہ چلنے پھرنے لگا تو کہا اے بیٹے بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا

ہوں ہیں دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے ابا جو حکم آپ کو ہوا کر دیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنیوالوں میں پائیں گے

اس خواب کی باپ اور بیٹے نے تعمیل کی

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ - پ ۲۳) - ترجمہ - پھر جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا - ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں - البتہ یہ صریح آزمائش ہے -

بیٹے کے عوض ذبح کرنے کے لئے ایک بڑا ذبیحہ عطا ہوا (یعنی دُنبہ) -

(وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ - پ ۲۳) ترجمہ - اور ہم نے اس کو ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا - حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - "یعنی بڑے درجے کا جو بہشت سے آیا - یا بڑا قیمتی - فربہ"

پھر تحریر فرماتے ہیں

پھر یہ ہی رسم قربانی کی اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دی - آج تک دنیا ابراہیمؑ کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے -

نظر غور

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ جو پاکستان کے شیخ الاسلام کے عہدہ پر آخر دم تک رہے ہیں - ان کے مذکور الصدر الفاظ کو وہ جدت پسند حضرات نظر غور سے پڑھیں جو آج کل یہ کہنے لگے ہیں کہ قربانی کی بجائے ان جانوروں کی قیمت کا سارا روپیہ جمع کر کے مسلمانوں کے کسی رفاہ عام کے کام پر صرف کر دیا جائے -

یہ حکمت آج تک کسی کے خیال میں نہ آئی

نعوذ باللہ من ذٰلک - نہ حضرت ابراہیمؑ جو خلیل الرحمٰن ہیں - انہیں سمجھ میں آئی - نہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھ میں آئی - نہ جلیل القدر صحابہ کرام عشرہ مبشرہ کو سمجھ میں آئی - جن کو دنیا میں رہتے ہوئے بہشت کے داخلہ کی ٹکٹ مل چکی تھی اور نہ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سمجھ میں آئی - جو تقریباً تعداد میں ایک لاکھ تھے اور نہ تابعین حضرات کو سمجھ میں آئی جو لاکھوں کی تعداد میں تھے اور نہ تبع تابعین کو سمجھ میں آئی جو کروڑوں کی تعداد میں تھے - اور نہ آئمہ اربعہ (حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ - حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ - حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ - حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کو سمجھ میں آئی اور جو نہ جلیل القدر حضرات صوفیائے کرام میں سے - حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سری سقطی اور شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور خواجہ نظام الدین اولیا اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو اور نہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھ میں آئی اور نہ امام اہل الحق فی الهند - رموز و اسرار شریعۃ اسلامیہ کا بحر مواج مولانا و مقتدانا حضرت شاہ ولی اللہ الدھلوی کے خیال میں آئی - وہ آج کل کے

تجدد پسند

حضرات کو سمجھ میں آئی اور علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ قربانی کی بجائے ان جانوروں کی قیمت جمع کر کے مسلمانوں کے کسی مصرف میں صرف کر دی جائے

سنیئے اور کان کھول کر سنیئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ تک اور حضور انورؐ کے بعد آپؐ کے نام لیوا جتنے سلاطین اسلام گزرے ہیں یا علمائے کرام یا صوفیائے عظام کیا میں عرض نہیں کر چکا کہ ساری امت محمدیہ کا آج تک یہی عملدرآمد رہا ہے - اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا یہ القاء شیطانی کبھی بھی پنپنے نہیں پائے گا - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ

حق پرست علماء کرام

موجود رہے ہیں اور آج بھی ہیں - اور قیامت تک رہیں گے - جو ہر باطل کے مقابلہ میں کتاب و سنۃ کے نور کی روشنی میں اپنے علمی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر باطل پرستوں کے مقابلہ کے لئے میدان مقابلہ میں آئیں گے اور علمی دلائل اور روایات سلف سے باطل پرستوں کا ناطقہ بند کر دیں گے -

چنانچہ

میں نے ابھی آپ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر جانوروں کے ذبح کرنے کی رسم کی جو ایک لمبی سند پیش کی ہے - جس میں امت محمدیہ کے دور کے تمام سلاطین اسلام - تمام ائمہ کرام - تمام علمائے کرام - تمام صوفیائے عظام اور آج کل کے انسانوں کے سامنے جو دور گذر رہا ہے - اس دور میں اللہ کے فضل و کرم سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کرام اور صوفیائے عظام گزر رہے ہیں - جن کے دیکھنے والے اس وقت ہزاروں نہیں - بلکہ لاکھوں - لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمان موجود ہیں - کیا ان حضرات کی زبان مبارک سے بھی کبھی یہ الفاظ سنے تھے - کہ قربانی کی بجائے روپیہ اکٹھا کر کے مسلمانوں کے کسی مصرف میں صرف کر دیا جائے -

شیطان نے خیال کیا

کہ بڑے بڑے جلیل القدر صوفیائے عظام اور علماء کرام تو ان میں سے رخصت ہو گئے ہیں - چلو اب ان کے پسماندگان کو گمراہ کر لو - لیکن شیطان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تیری ہر تحریک کا سر کچلنے کے لئے ہر دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور آج کل بھی موجود ہیں -

سب علماء بھی صاحب استقامت نہیں ہوتے

برادران اسلام - غور سے سنیئے حضرات صوفیائے کرام سے یہ مقولہ نقل ہوتا چلا آ رہا ہے - اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكَرَامَةَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَةَ

فَوْقَ الْکَرَامَۃِ) ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ سے استقامت کی دعا مانگو۔ اور کرامت کی مت مانگو۔ کیونکہ استقامت (کا مقام) کرامۃ سے اونچا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے پیارے بندوں میں سے بعض صاحب کرامت ہوتے ہیں۔ مگر صاحب کرامت والے بزرگ سے اوپر ایک صاحب استقامۃ کا درجہ ہوتا ہے۔ تو صوفیائے کرام گویا کہ اپنے متعلقین کو تلقین فرما رہے ہیں کہ کرامۃ سے اوپر جو استقامۃ کا مقام ہے۔ وہ مانگو

اس گمراہ کن تحریک میں کوئی عالم یا صوفی

یہ جائیے تو برادران اسلام یہ مت خیال کیجیئے گا کہ چونکہ فلاں مولوی صاحب بھی قربانی کی بجائے قیمت دینے کی تحریک کے حامی ہیں تو یقیناً خیال کیجیے گا کہ وہ بھی گمراہ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا یقین ہے کہ صاحب استقامت علم ربانی اور باطن کی بینائی کی نعمت سے سرفراز شدہ صوفی کبھی بھی ایسی گمراہ کن تحریکیں جو کتاب وسنۃ کے خلاف اٹھائی جائیں۔ کبھی بھی ان کے جواز میں حصہ نہیں لے سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں قربانی کرنے کا حکم

سورۃ کوثر پارہ نمبر ۳۰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے۔ (فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ) ترجمہ۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

یہ یاد رکھو

برادران اسلام۔ یہ یاد رکھیئے عربی لغت میں نحر کی معنی ہی یہ ہے کہ اونٹ کی چھاتی میں نیزہ مارنا؟ صراح۔ چونکہ حجاز کے باشندوں کا اکثر مال بھیڑ بکری اور اونٹ ہی تھا اس لیئے زیادہ قیمتی جانوران کے ہاں اونٹ ہی تھا۔ اس لیے حکم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نام پر اونٹ ذبح کرو۔

یہ یاد رکھیئے

کہ عرب میں بھی اونٹ کے ذبح کرنے کا یہ دستور ہے کہ اسے بکرے کی طرح لٹا کر ذبح نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی اگلی ٹانگوں میں سے ایک کو دُہرا کر کے باندھ دیتے ہیں اور وہ تین ٹانگوں پر کھڑا رہتا ہے۔ پھر اس کی اگلی ٹانگوں کے پس جو گلے کا حصہ ہے۔ وہ بہت نازک ہوتا ہے وہاں چابک دستی سے ایک تیز نیزہ اتنی جلدی سے چلا دیتے ہیں کہ اس کی رگیں آدھے منٹ میں کٹ جاتی ہیں۔ اور فوراً زمین پر آ گرتا ہے۔ اس کو نحر کہتے ہیں۔

بہر حال

قربانی کے حکم کی تعمیل آج تک دنیا کے ہر دور میں کروڑہا مسلمان کرتے آئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو قربانی کرنیکی رغبت دلانا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاَنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا (رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوٰۃ)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قربانی کے دن آدم کے بیٹے کا کوئی عمل، اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا خون بہانے کا عمل۔ تمہارے یہ قربانی کے جانور قیامت کے دن اپنے سینگ۔ اپنے بال۔ اور اپنے کھر (یعنی اس کا ایک ایک بال تک تمہاری میزان عمل میں نیکی بنا کر رکھا جائیگا) اور (کیا پوچھتے ہو) یہ خون جو تم بہاتے ہو۔ قبل اس کے کہ زمین پر گرے۔ اللہ کے حضور میں گرتا ہے (یعنی قبولیت کا مرتبہ پاتا ہے۔ پس خوب اچھے دل سے قربانی کیا کرو۔

غور کیجیئے

برادران اسلام۔ خود غور کیجیئے کہ اگر قربانی کی بجائے پیسے دے دیئے جائیں تو قربانی کی برکت سے جو فوائد ابھی سنے ہیں۔ وہ حاصل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہذا قربانی ہی کرنی چاہیئے

لہذا

میں تمہیں تاکید مزید اور شدید کرتا ہوں۔ اسی دین پر قائم رہو۔ اور جو شخص بھی حضور انورؐ کے طریقہ کے خلاف چلانا چاہے۔ جیسے قربانی کی بجائے پیسے دینا۔ اس کو گمراہی خیال کرو۔ اگر حضور انورؐ کے احکام کے خلاف کوئی عالم بھی آواز اٹھائے اس کو بھی گمراہ خیال کرو

سارے عالم ہدایت یافتہ نہیں ہوتے

برادران اسلام! عربی نصاب تعلیم کی کتابیں پڑھ لینا اور چیز ہے۔ عالم کے کھرے اور کھوٹے اصلی اور نقلی پرکھنے کی کسوٹی خود قرآن مجید اور حدیث شریف ہے۔ جو ان کے خلاف بولے وہ خود گمراہ ہے۔ ہمارا مقتدا بننے کے قابل نہیں ہے۔

چنانچہ

کسی عالم سے جا کر وہ حدیث پڑھوا کر سنو۔ جس میں علماء کا دوزخ میں جانے کا ذکر ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

قربانی مکہ معظمہ کیلئے مخصوص نہیں ہے

یہ گمراہ لوگ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ قربانی فقط مکہ معظمہ میں ہی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ اس باطل خیال کی تردید ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشَرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ (مشکوٰۃ باب الاضحیۃ) ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) کی دس سالہ زندگی کے قیام میں قربانی کرتے رہے۔

صحابہ کرامؓ کے ایک سوال کا جواب

لِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ (قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ) قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ (رواہ احمد و ابن ماجہ مشکوٰۃ) ترجمہ۔ "ہر بال کے حساب میں ایک نیکی"۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ حضورؐ اور جو جانور اون والے ہیں؟ فرمایا اون میں سے بھی ہر بال کے حساب میں ایک نیکی۔

قربانی کی تاکید شدید اور نہ کرنے پر تہدید فرمائی

"مَنْ كَانَ لَهٗ يَسَارٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا" جس کسی نے وسعت ہوتے ہوئے قربانی نہیں کی۔ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

قربانی کے مخالف بے دینوں کا غلط استدلال

کہتے ہیں قرآن مجید میں آیا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ الآیۃ (سورہ الحج رکوع ۵ ۔ پ ۱۷) ترجمہ :- اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے۔ البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے۔ اس لئے قربانی نہیں کرنی چاہیئے حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گوشت اور پوست اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں جاتا۔ تمہارے دل میں قربانی کرنے سے یہ جذبہ جو پیدا ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ جس طرح اس قیمتی جانور کو تیرے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ اگر تیری عزت اور تیرے دین کی حفاظت کے لئے مجھے جان قربان کرنی پڑے تو اسی طرح جان دینے کے لئے تیار ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں تو یہ جذبہ پہنچتا ہے۔

دُعا

آخر میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں استقامت عطا فرمائے اور جو ہمارے بھائی مسلمان کہلاتے ہوئے گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان کو راہ راست پر لائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

سے زیر نظر شمارہ کرنافلی کاغذ پر ہی شائع کیا جا رہا ہے۔ لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ اخباری کاغذ کے متعلق کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ آئے گا۔ اور ہماری ضرورت کے مطابق ہمیں کاغذ کا کوٹہ مہیا ہوتا رہے گا۔

"مدیر"

الحمد امینی فاضل دیوبند

خلیل اللہ کا خطاب بہ اہلِ اسلام و اہلِ کتاب

(گذشتہ سے پیوستہ)

اہل و عیال کی جُدائی

اب آپ کی ایک اور آزمائش کی گئی جو گذشتہ آزمائشوں سے زیادہ سخت تھی۔ یعنی آپ کو حکم ہوا کہ اپنی بیوی ہاجرہؓ اور شیرخوار اکلوتے بچہ کو اپنے سے جدا کر کے اس بیابان میں بٹھا دو جو ہماری عالمگیر ہدایت کا سرچشمہ بننے والا ہے۔ اپنی زندگی بھر کی تمناؤں اور مرادوں کے نتیجہ اور نور نظر اور بڑھاپے کے سہارے کی مفارقت آپ کے لئے جس قدر جاں گداز ہو سکتی تھی اس کا اندازہ ہر شخص نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ کے پاس کسی ارشاد الٰہی کا جواب اَسْلَمْتُ (میں نے اطاعت کی) کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس لئے آپ نے حسب عادت سر تسلیم خم کر دیا اور بیوی اور بچہ کے ہمراہ صحراء عرب کا رخ کیا۔ اور اس سنسان بے آب و گیاہ مقام پہنچے۔ جس کی طرف آپ کو اشارہ کیا گیا تھا۔ وہاں نہ کھانے پینے کا کوئی سامان تھا۔ نہ کسی جاندار کا نشان۔ انسان کا تو کیا ذکر ہے پرندہ بھی پر نہیں مارتا تھا۔ تا حد نگاہ لق و دق ریگزار کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ آپ کو وحی کے ذریعہ سے حکم ہوا کہ بیوی اور بچے کو یہیں چھوڑ کر چلے جایئے۔ ان کے نگہبان ہم ہیں۔ آپ نے حسب معمول بے چون و چرا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہہ دیا۔ کیونکہ مشیت ایزدی کے مقابلہ میں دم مارنے کی کسی کو مجال نہیں۔ اور رضاء الٰہی تمام تعلقات پر راجح ہے۔ چنانچہ آپ ان دونوں کو تنہا چھوڑ کر وہاں سے چل دیئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (سورہ ابراہیم ع ۶ ۔ پ ۱۳)

"اے ہمارے رب بیشک میں نے اپنی ذریت کو تیرے حرمت والے گھر کے قریب ایک بے زراعت وادی میں ٹھہرایا ہے"

آپ کو واپس جاتا دیکھ کر ہاجرہؓ قدرتی طور پر گھبرائیں اور پوچھنے لگیں اِلٰی مَنْ تَكِلُنَا۔ آپ ہمیں کس کے حوالے کر کے جا رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا "اِلَى اللّٰهِ اَكِلُكُمْ" میں تم کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ اس پر وہ بولیں "اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا" اگر یہ بات ہے تو وہ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ ان کے ایمان و ایقان کے اس مظاہرہ سے خوش ہوئے اور ان کو اللہ کے سپرد کر کے چلے آئے۔ بندہ اپنے مالک و خالق سے جیسا گمان رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ جب ہاجرہؓ کو معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی یہ ہے کہ ان کو اور ان کے بچہ کو میدان میں تنہا چھوڑ دیا جائے تو ان کو اطمینان ہو گیا اور انہوں نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیا۔ اسی کا نام ایمان ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ان کے توکل اور صبر کے صلہ میں انکی اور انکے لخت جگر کی حفاظت اور تربیت کے لئے اس ویران صحرا میں تمام سامان مہیا کر دیا اور اس جگہ ایک شہر (مکہ) آباد ہو گیا۔ جو آئندہ اسلام کا مرکز اور ہدًی للعالمین بنا

بیٹے کی قربانی

اس کے بعد آپ بعض اوقات اپنے اہل و عیال کو دیکھنے کے لئے مکہ معظمہ جاتے رہے جب اسماعیلؑ تیرہ برس کے اور آپ کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہو گئے تو آپ کا ایک اور امتحان لیا گیا۔ جو پچھلے امتحان سے بھی زیادہ دشوار اور لرزہ خیز تھا۔ یعنی آپ کو خواب میں حکم ہوا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو اللہ کے نام پر اپنے ہاتھ سے قربان کر دو۔ چونکہ اس حکم کا تعلق حضرت اسمٰعیلؑ سے تھا۔ اس لئے آپ نے اس سے پہلے آگاہ کر دینا مناسب سمجھا تاکہ وہ غلط فہمی میں نہ رہے اور وقت پر کوئی

شکایت پیدا نہ ہو۔ آپ نے اس سے کہا۔

يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى (سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۳۔ پ ۲۳)

"اے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ پس بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے"

اسماعیلؑ نے بلا تأمل وہی جواب دیا۔ جس کی توقع آپ کو اپنے سعادتمند فرزند سے ہو سکتی تھی۔

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

"اے باپ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے بجا لایئے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے"

جب آپ اور اسماعیلؑ اللہ کے سامنے جھک گئے اور آپ نے اسے ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل گرایا اور چھری چلانی چاہی تو غیب سے ندا آئی۔

يٰٓـاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا الْمُبِيْنُ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳۔ پ ۲۳۔

"اے ابراہیمؑ تو نے خواب کی تصدیق کر دی ہے۔ بیشک ہم اس طرح نیکوکاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ صریح آزمائش ہے"

یہ وحی سن کر آپ رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیت کی بنا پر آپ کی قربانی قبول کر لی اور امتحان میں آپ کو کامیاب قرار دیا اور اس کے عوض میں اسماعیلؑ کو صحیح سالم رکھنے کے علاوہ دوسرے بیٹے اسحاق کی بشارت دی۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳۔ پ ۲۳)

"اور ہم نے بشارت دی اسحٰق کی جو نبی تھا صالحین میں"۔

جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور اسکو آخرت کے علاوہ بعض اوقات دنیا میں بھی گرانقدر انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ چنانچہ اس نے آپ کے ذکر خیر کو قیامت تک باقی رکھنے (وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ) اور آپ کی ذریّت کو ستاروں کے برابر بنانے کا وعدہ کیا۔ (توراۃ سفر التکوین ۱۵) آپ کو لوگوں کا پیشوا بنایا۔ (اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا) اور نبوّت و رسالت کی نعمت قیامت تک کے لئے آپ کی اولاد کے ساتھ مخصوص کر دی۔ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (سورۃ العنکبوت ع ۳۔ پ ۲۰)

"اور ہم نے اس کی اولاد کو نبوّت اور کتاب دی اور اسے اس کا اجر دنیا میں دیا اور بے شک وہ آخرت میں صالحین میں ہے"

تجدید کعبہ

اس کے بعد خواب کی حقیقی تعبیر ظاہر ہوئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور اسماعیل کو اس کام کا حکم دیا۔ جس کے لئے آپ کے اہل و عیال کو اس بنجر وادی میں آباد کیا گیا تھا اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۵ پ ۱)

"کہ میرے گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کرو۔

اس کے بعد باپ بیٹا دونوں نے بیت اللہ کی پھر سے تعمیر کی۔ اسماعیل پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور آپ چنائی کرتے تھے۔ جب دیواریں اتنی اونچی ہو گئیں۔ کہ زمین پر کھڑے ہو کر کام کرنا مشکل ہو گیا تو آپ ایک پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے۔ اس پتھر کا نام مقام ابراہیمؑ ہے۔ آپ بیت الحرام کی تعمیر میں مصروف تھے اور مقدس مقام میں دیواریں اٹھاتے وقت آپ نے اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۃ البقرہ۔ ع ۱۵۔ پ ۱)

"اے ہمارے رب ہماری یہ خدمت قبول کر لے۔ بے شک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں ایک امت پیدا کر جو تیری فرمانبردار ہو اور ہمیں حج کے طریقے بتا اور ہم پر رحم کے ساتھ مائل ہو۔ بے شک تو ہی رحم کے ساتھ مائل ہونے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب۔ ان (اہل مکہ) میں ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیتیں سنائے اور کتاب و حکمت سکھائے اور پاک کرے۔ بیشک تو ہی قوّت اور حکمت والا ہے"۔

اس دعا میں آپ نے اپنے ساتھ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کو شامل کر لیا۔ کیونکہ جس رسولؐ کی بعثت کے لئے آپ نے دعا کی تھی۔ وہ اللہ کا آخری رسول اور جامع اور غیر منسوخ اور دائمی شریعت کا حامل تھا۔ جس کی مخاطب تمام دنیا تھی۔ جس رسولؐ نے فرمایا ہے۔ انا دعوۃ ابی ابراھیم (اوکما قال) میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا مصداق ہوں۔

آپ نے اپنے مبارک عہد میں ایک زبردست اور ہمہ گیر روحانی اور مادی انقلاب پیدا کیا جو بڑی بڑی قومیں صدہا اور ہزارہا سال میں بھی پیدا نہ کر سکیں۔ اور اللہ کا کلام سنا کر اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر ایک وحشی اور جاہل قوم کو ظاہری اور باطنی گناہوں سے پاک کر کے جملہ اخلاق و صفات حسنہ کی بلندترین سطح پر پہنچا دیا اور زندگی کے ہر شعبہ میں تمام بنی آدم کے لئے اعلےٰ درجے کا عملی نمونہ پیش کیا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱)

بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

محمد شفیع الدین

تکذیب و افترا سے بچو

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں:۔

وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ۙ (الحج آیت ۳۰)

ترجمہ۔ اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔

حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ جھوٹی بات زبان سے نکالنا۔ جھوٹی شہادت دینا۔ اللہ کے پیدا کئے ہوئے جانور کو غیر اللہ کے نامزد کرکے ذبح کرنا کسی چیز کو بلا شرعی تحقیق کے حلال و حرام کہنا سب "قول الزور" میں داخل ہے۔ "قول الزور" کی برائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو یہاں شرک کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۴)

احادیث میں بڑی تاکید و تشدید سے آپؐ نے اس کو منع فرمایا ہے۔

حاصل کلام (۱) جھوٹ بولنے۔ (۲) جھوٹی گواہی دینے (۳) حلال جانور کو غیر اللہ کے لئے نامزد کرکے ذبح کرنے (۴) بلا دلیل شرعی حلال و حرام ٹھہرانے کی ممانعت ہے۔ ہمیں ہر طرح کی جھوٹی قول سے بچنا چاہیئے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار صحابہؓ سے دریافت فرمایا۔ کہ میں تمہیں سب سے بڑا گناہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا فرمایئے؟ ارشاد فرمایا۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنی۔ اس کے بعد حضورؐ بیٹھ گئے تکیہ لگا لیا اور پھر فرمایا۔ جھوٹی شہادت دینی اور بہت دیر تک یہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم کہنے لگے۔ کاش حضورؐ خاموش ہو جاتے۔ (بخاری کتاب الشہادت)

حاصل کلام۔ جھوٹی شہادت دینی کبیرہ گناہ ہے اور "جھوٹی شہادت" کے الفاظ کا بار بار سرکار دو عالمؐ کے دُہرانے کا مقصد ظاہر ہے۔ کہ کوئی مسلمان جھوٹی شہادت نہ دے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی عزت کرے۔

جھوٹی گواہی دینے والوں کو ان احکام کو غور سے پڑھنا چاہیئے اور اپنی حالت سدھار لینی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے انتقام سے ڈرنا چاہیئے۔

حدیث۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جبکہ وہ ان باتوں کو یا ان میں سے جو بات اس میں پائی جائے اس کو ترک نہ کر دے (اور وہ چار باتیں یہ ہیں (۱) امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) عہد کرے تو اس کو توڑ دے (۴) اور کسی سے لڑائی کرے تو گالیاں بکے۔ (مشکوٰۃ)

حاصل کلام۔ جھوٹ بولنا منافق کا کام ہے اور منافقانہ روش ایک مسلمان کے شایانِ شان ہرگز نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بڑے صاف گو تھے۔ ایک دن حجاج جب خطبہ دے رہا تھا تو آپ نے علانیہ فرمایا۔ یہ خدا کا دشمن ہے۔ اس نے حرم الٰہی کو رسوا کیا۔ بیت اللہ کو تباہ کیا۔ اولیاء اللہ کو قتل کیا (سیر الصحابہ حصہ مہاجرین حصہ دوم)

رحمٰن کے بندوں کی ایک خصلت

اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کی جو صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے وَالَّذِيۡنَ لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ (الفرقان۔ع آیت ۷۲)

ترجمہ (از حضرت شیخ الہندؒ) اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور شرک نہیں کرتے۔ بت پرستی سے بچتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ فسق و فجور نہیں کرتے۔ کفر سے الگ رہتے ہیں اور باطل کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ گانا نہیں سنتے۔ مشرکوں کی عیدیں نہیں مناتے۔ خیانت نہیں کرتے۔ بری مجلسوں میں نشست و برخاست نہیں رکھتے۔ شراب نہیں پیتے۔ شراب خانوں میں نہیں جاتے اس کی رغبت نہیں کرتے۔ (ابن کثیر)

خدائی احکام کو جھٹلانیوالے کا انجام

لَا يَصۡلٰٮهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَىۙ الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰىؕ (اللیل۔ آیت ۱۵-۱۶)

ترجمہ۔ جس میں صرف وہی بدبخت داخل ہوگا۔ جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔

انسان کو سمجھانے کے لئے ہدایت نہایت ہی موزوں عنوان سے فرمائی کہ ہم دوزخ کی آگ سے ڈراتے ہیں اور دوزخ میں وہ بدبخت گریگا۔ جس نے اس بین الاقوامی پروگرام کو اپنا دستور العمل نہ بنایا ہوگا۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے ہر شخص جنت میں داخل ہوگا۔ مگر وہ شخص نہیں۔ جس نے میرا انکار کیا۔ پوچھا گیا وہ کون شخص ہے۔ جس نے سرکشی کی اور انکار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جس شخص نے میری پیروی کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا۔ (مشکوٰۃ)

سب سے بڑا ظالم

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ (الاعراف ع ۴)

ترجمہ۔ پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ جو اللہ پر بہتان باندھے جو اس کے حکموں کو جھٹلائے۔

حاصل یہ نکلا۔ جھوٹ بات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا یا احکام الٰہی کو جھٹلانا بہت بڑا ظلم ہے۔

مال و دولت کے نشے میں ان ظالموں کو صحیح حقیقت کا پتہ نہیں لگتا کہ پروردگار پر بہتان باندھنا، قرآن پاک کے سچے احکام کو جھٹلانا بربادی لائے گا۔ جب پیغام اجل سر پر آکھڑا ہوگا۔ تب حسرت ہی حسرت کا سامنا ہوگا۔

ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او ۔ غالب آنست کہ فرداش نہ بیند بیدار (سعدیؒ)

جھٹلانے والوں کی تباہی

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ۝ (المرسلات آیت ۱۵، ۱۹، ۲۴، ۲۸، ۴۰)

ترجمہ (اس دن جھٹلانے والوں کیلئے تباہی ہے)

حاصل یہ نکلا کہ قیامت کے دن جب نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہوگا۔ تو یہ دن مکذبین کے لئے بڑا افسوسناک ہوگا۔ ان کی کوئی قدردانی نہ ہوگی۔ وہ کیسے بھلے آدمی تھے۔ مگر "عبدیت" کے پروگرام سے دنیا میں غافل رہے۔ اس لئے آج بیقدری ہو رہی ہے۔

جو شخص قیامت کو جھٹلاتے تھے۔ جزا و سزا سے نڈر ہوگئے تھے۔ دنیا میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ انسانیت کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ قیامت کے روز ان کے لئے خرابی ہے۔

پہلی اقوام سرکشی کے باعث تباہ ہو گئیں۔ اب جو لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں گے۔ وہ بھی تباہ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ بیشمار نعمتوں سے نوازا۔ مگر انسان نے ان کی قدر نہ کی۔ ان سے فائدہ اٹھانیکی بجائے گھاٹے کے کام کرتا رہا۔ اور نتیجۃً اسے دوزخ میں جانا پڑا۔

گنہگار اس زندگی میں تھوڑے دن فائدہ اٹھالیں۔ آگے چل کر سخت سزا ملے گی۔

حاصل کلام انسان کا بھلا اسی میں ہے کہ احکام الٰہی کی مخالفت چھوڑ دے اور اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کو اپنا دستور العمل بنائے۔ تاکہ بربادی سے بچ جائے۔ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ (التغابن۔ ع ۲) سے ہی انسان تباہی سے بچ سکتا ہے۔

آیات الٰہی کی تکذیب کا نتیجہ

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۝ (التغابن ع ۱)

ترجمہ۔ اور جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی لوگ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

حاصل کلام اگر خواری اور رسوائی سے بچنا چاہو تو اب وقت ہے ایمان لے آؤ۔ اور عمل صالح بجا لاؤ۔ دوزخ سے چھٹکارے ۴۴

۴۴ کا یہی طریقہ ہے۔

ناکامیاب لوگ

قُلۡ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ۝ (یونس آیت ۶۹)

ترجمہ۔ کہدو۔ جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں۔ نجات نہیں پائیں گے۔

اوپر ذکر تھا کہ کہتے ہیں۔ اللہ نے بیٹا ٹھہرا لیا ہے۔ حالانکہ اللہ پاک بیٹوں سے بے نیاز ہے۔ عیسائیوں کے عقیدے کا رد ہو گیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ ع اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ایسے مشرک بھلائی نہیں پاتے۔ بقول حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ۔ یعنی اللہ پر جھوٹ باندھنے والے خواہ وہ دنیا میں کیسی ہی طاقت رکھتے ہوں اور اپنے ساز و سامان پر مغرور ہوں۔ لیکن انہیں حقیقی بھلائی اور کامیابی ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔ ان کی اُچھل کود اور چمک دمک محض چندروزہ ہے۔ جو آخرکار ہلاکت ابدی کا مزہ چکھیں گے ✤

ابن العزیز یار محمد نیاز شہر فرید

صحابہ کرامؓ کا علمی ولولہ اور اس کا انہماک

قسط دوم

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۱۵ر مئی ۱۹۵۹ء

تبلیغ مصعب بن عمیرؓ

ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس جماعت کے ساتھ بھیج دیا تھا جو سب سے پہلے عقبہ منٰی (منیٰ) کی گھاٹی میں مسلمان ہوئے تھے تاکہ یہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں اور اسکی اشاعت کریں۔ یہ مدینہ منورہ میں ہر وقت و ہر گھڑی تعلیم و تبلیغ میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں کو قرآن مجید و فرقان حمید پڑھاتے اور دینی و مذہبی باتوں کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کا قیام حضرت اسعدؓ بن زرارہ کے ہاں تھا۔ اور مقروی (مدرس۔ ٹیچر) کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر یہ دونوں سرداروں میں سے تھے۔ ان کو یہ بات ناگوار گزری۔ سعد نے اسید سے کہا کہ تم اسعدؓ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ہم نے سنا ہے کہ تم کسی پردیسی۔ اجنبی کو ساتھ لے آئے ہو، جو ہمارے سادہ لوح اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو بہکاتا اور بیوقوف بناتا ہے۔ تو اسید حضرت اسعد کے پاس گئے اور انہیں سختی سے یہ گفتگو کی۔ اس پر حضرت اسعدؓ نے فرمایا بھائی تم ان (حضرت مصعبؓ) کی بات سن لو۔ پسند آئے تو قبول کر لینا ورنہ روکنے کا کوئی مضائقہ نہیں۔" اسید نے کہا۔ یہ انصاف کی بات ہے"۔ اور سننے لگے۔ حضرت مصعبؓ نے اسلام کے محاسن اور اس کی خوبیاں سنائیں اور چند آیات کلام مجید تلاوت فرمائیں۔ اسید نے کہا کیا ہی اچھی باتیں ہیں۔ اور کیا ہی پاکیزہ کلام ہے! اور دریافت کیا کہ جب تم اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے ہو تو کیسے کرتے ہو۔ لوگوں (مسلمانوں) نے جواب دیا۔ پہلے غسل دے کر کپڑے پہناتے ہیں اور پھر کلمۂ شہادت پڑھاتے ہیں۔ اسید نے فی الفور یہ جملہ امور انجام دیئے اور مشرف باسلام ہوگئے۔ ازاں بعد فوراً ہی اپنی قوم بنو الاشہل کے پاس گئے۔ اور ان سے پوچھا۔ "میں تمہاری نگاہوں میں کیسا آدمی ہوں۔ سب نے یکزبان ہو کر جواب دیا اَشۡرَفُنَا وَ اَفۡضَلُنَا (ہم میں سب سے بزرگ و افضل ہو) اس پر حضرت اسید نے فرمایا کہ مجھے تمہارے سب مردوں اور عورتوں سے کلام حرام ہے جبتک کہ تم مسلمان نہ ہو جاؤ گے!۔ ان کے اس فرمان سعید پر وہ سارا قبیلہ مع عورتوں اور مردوں کے مسلمان ہو گیا۔

صحابہ کرام (رِضۡوَانُ اللّٰہِ عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝) کا یہ عام دستور تھا کہ جو شخص بھی مسلمان ہو جاتا۔ وہ مستقل ایک مبلغ ہوتا اور جو باتیں اسلام کی آتی تھی اس کی اشاعت و تبلیغ اس کی

باقی صفحہ ۱۸ پر

(محمد سمیع الحق حقانی
شریک دورۂ تفسیر)

طلبہ دورۂ تفسیر سے حضرت شیخ التفسیر مدظلہ کا الوداعی خطاب

اشرف المخلوقات انسان کی روحانی و جسمانی ضروریات کے لئے اللہ تعالیٰ نے علیحدہ علیحدہ نظام چلائے ہیں۔ اس نے انسان کی جسمانی ضروریات بھی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا کی بنا پر پوری فرمائی ہیں کیونکہ انسان بھی بضمن حیوانات ایک فرد ہے۔ اس کے علاوہ انسان کی روحانی ضروریات بھی پوری کرنے کا انتظام فرمادیا تاکہ یہ جب عالم ملکوت یا عالم روحانیات میں جائے تو وہاں بھی اسے آرام کی زندگی نصیب ہو اور اس کی وہاں کی ضروریات بھی پوری ہو جائیں۔ عالم ملکوت میں اسے دوسری قسم کی زندگی بسر کرنی ہوگی۔ جس کے لئے یہاں سے تیاری کرکے جانا ہوگا اور وہاں کے لئے یہاں سے سامان لے جانا پڑے گا۔ یہی دین کا خلاصہ ہے۔ یہی اتباع رسول کا مقصد ہے اور یہی اتباع کتاب اللہ ہے اور انسانوں کو دونوں طرح کی ضروریات میں دستگیری کے لئے خدا کی ضرورت ہے۔ ضروریات روحانی کے لئے خدا نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ چلایا۔ ان کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی بھی انسان جاکر آرام سے بسر کرے۔ جس طرح مال و دولت یہاں کا سکہ ہے اور یہاں کی زندگی اس سے بسر ہوتی ہے اسی طرح عالم ملکوت کا سکہ اور ہے۔ ہر جگہ کا اپنا سکہ ہوتا ہے اور اپنی جگہ سے دوسری جگہ نہیں چلتا۔ وہ تعلیم جو وہاں کام آنے والی ہے۔ اس کے لئے حضرات معلمین انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے ارسال فرمائے۔ آخری پیغمبر سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاکہ انسانوں کی "فطرتی اور اہم ضروری" ضروریات پورا کرنے کے لئے سکہ یہاں سے مہیا کرنے کا طریقہ بتائیں۔ اس طریقہ پر چل کر یہ وہاں بھی آرام پائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ آپ کو خاتم النبیین بنایا۔ اگر وہ چاہتا تو آگے بھی یہ سلسلہ چلا دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم و روح دونوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگر جسم کی ضروریات کا صرف لحاظ رکھا جائے تو انسان محض لاش رہ جاتا ہے اور جب روح کے بارہ میں ہمارا عقیدہ ہے کہ عالم ملکوت سے آئی ہے تو اس کی ضروریات کے متعلق پروگرام بنانا بھی پیغمبر کے لئے ضروری ہوا۔ انسان کی روحانی ضروریات قرآن ہی سے پوری ہونگی۔ اور قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ قیامت تک خود کریگا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون جسمانی راحت تو دنیا میں فرعون وغیرہ کو بھی ملی۔ جس طرح آپ کو خاتم النبیین قیامت تک بنایا اسی طرح آپ کو جو قرآن وعلوم قرآنی دیئے اسکی حفاظت کا بھی ذمہ خود لیا۔ اگر قیامت تک آپ کو زندہ رکھنا چاہتے تو رکھ سکتے انہیں کیا مانع تھا۔ کلمۂ کُن فَیکُون کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں علماء کرام۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ وانما الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم (الحدیث) والمراد من العلم العلم الذی انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم والانبیاء۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ آپ کی امت میں سے جس کو چاہے اس کے ذریعہ رسول اللہؐ کا پیغام پہنچائے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں آپ لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو علم قرآن سیکھنے کے لئے ادھر توجہ دلائی اور آپ یہاں پڑھنے آئے تاکہ کلمۂ حق لوگوں کو پہنچائیں مجھے یقین ہے کہ استعداد اور قابلیت اللہ تعالیٰ نے ضرور آپ لوگوں کو دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو دور دراز ممالک سرحد، افغانستان مشرقی پاکستان وغیرہ سے یہاں پہنچ کر تکلیف اٹھانے کی توفیق دی اور مجھے صحت اور موقعہ دیا کہ آپ کی خدمت کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس نعمت عظمیٰ کی اشاعت کی آئندہ توفیق عطا فرمادے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہوگا۔ غافل نہ ہوجیئے۔ میں نے اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کو سرمہ بنا کر آنکھوں میں ڈالا۔ الحمدللہ اس کی یہ خاصیت ہے کہ مجھ میں کچھ تعلی نہیں ہے کہ میں نے بھی کچھ کام کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل و توفیق سمجھتا ہوں۔ میں تو مرنے والا ہوں۔ مجھے مرنے میں کوئی باک اور تکلیف نہیں۔ اگر مجھے اللہ تعالیٰ اب بھی اٹھائے تو میں خوش ہوں۔ جبکہ آپ لوگ قرآن کریم کی خدمت کریں گے تو سینکڑوں احمد علی زندہ رہیں گے۔ میں انیسویں صدی کی پیداوار ہوں اور میں نے آپ لوگوں کو بیسویں صدی میں قرآن مجید پہنچایا۔ آپ کا فرض ہے کہ اکیسویں صدی والوں کو پہنچائیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے خوش ہوں کہ اس نے مجھے آپ کو قرآن مجید پڑھانے کی توفیق بخشی۔ آپ اس کی اشاعت کریں گے تو مجھے قبر میں بھی ثواب ملتا رہیگا اور پھر میں قبر میں بھی زندہ رہوں گا۔ خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ آپ لوگ اس کی اشاعت سے غافل ہو جائیں ؎

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

یہ سند جو میں نے آپ کو دی ہے۔ اس کا مسودہ حضرت علامہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا لکھا ہوا ہے۔ اور حضرت مدنیؒ اور حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ جو ۵ سو علماء کے صدر تھے۔ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنے دستخطوں سے اس کی تصدیق فرمائی ہے میرے پشت پناہ اللہ تعالیٰ نے ایسے اکابر بنا رکھے ہیں ؎

نہ من تنہا دریں مے خانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

اب میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس قرآن کی اشاعت کی توفیق دے تاکہ آپ منصب انبیاءؑ کے اہل ثابت ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صحابہ کرام کا علمی ولولہ صفحہ ۱۶ سے آگے

زندگی کا ایک مستقل کام تھا۔ جس میں کوئی چیز بھی انہیں مانع نہیں ہوتی تھی۔ نہ تجارت۔ نہ زراعت اور نہ مزدوری نہ ملازمت

تعلیم ابی بن کعبؓ۔ یہ مشہور صحابہ کرامؓ "حفاظ و قراء" میں سے ہیں۔ قبول اسلام سے قبل تعلیم و تدریس اور کتابت قرأت ان کا مشغلہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں رہ کر کتابت وحی بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰے شانہٗ نے مجھے فرمایا ہے۔ کہ تمہیں قرآن شریف سناؤں۔ عرض کی یا حضرت (فداک ابی وامی) اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے میرا نام لے کر فرمایا۔ فرمایا "ہاں! تمہارا نام لے کر کہا" یہ سن کر فرط خوشی سے رونے لگے۔ ؏

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

حضرت جندبؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں تحصیل علم کے لئے حاضر ہوا تو مسجد نبوی میں متعدد محدثین حضرات موجود تھے اور تلامیذ (سٹوڈنٹس) اپنے اپنے اساتذہ کے پاس حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں بھی ایک حلقے پہ آ پہنچا۔ جس میں ایک حضرت مسافرانہ ہیئت کے ساتھ بدن پر صرف دو کپڑے لئے ہوئے درس حدیث دے رہے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ سَیِّدُ الْمُسْلِمِیْن (مسلمانوں کے سردار) حضرت ابی بن کعبؓ ہیں۔ میں ان کے حلقۂ درس میں بیٹھ گیا۔ جب درس سے فراغت کے بعد گھر جانے لگے۔ تو میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔ کیا دیکھتا ہوں! وہ گھر کیا ہے؟ ایک کہنہ اور خستہ حالت چھوٹا سا کمرہ جس میں ایک چکی دو چٹائیاں ایک چارپائی (برائے مہماناں) اور دو چار پرانے مٹکے یعنی نہایت معمولی سامان تھا۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امتحان کے طور پر مجھ سے دریافت فرمایا کہ قرآن مجید میں سب سے مبارک اور افضل کونسی آیت ہے۔ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا تو ادب ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے پھر وہی جملہ دہرایا۔ سہ بارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اٰیَةُ الْکُرْسِی اس پر حضور اکرمؐ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ جل شانہٗ تجھے تیرا علم مبارک کرے اور ایک دفعہ حضور سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آیت چھوٹ گئی۔ حضرت ابن کعبؓ نے لقمہ دیا۔ آنحضرتؐ نے نماز ادا کرنیکے بعد فرمایا کہ کس نے لقمہ دیا تھا۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے جواب دیا۔ میں نے یا رسول اللہ صلعم تو سید الانبیاء والاتقیا علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میرا بھی یہی گمان تھا۔

یہ حضرت ابی بن کعبؓ باوجود اس علمی شغف اور قرآن پاک کی مخصوص خدمات کے حضور اکرمؐ کے ساتھ ہر غزوے میں شریک رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی جہاد ایسا نہیں۔ جس میں ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کی شرکت نہ ہو۔

(باقی - باقی)

نصیر علی قریشی بی اے

موت

ہر چیز کے آغاز کا اختتام لازمی امر ہے۔ کسی کی آمد اسکی رخصت کی پیشینگوئی ہے سورج چھپنے کیلئے نکلتا ہے۔ دن رات میں بدل جاتا ہے۔ چاندنی رات اندھیری رات کا سندیسہ لاتی ہے۔ اسی طرح پیدائش موت کی پیغامبر بن کر آتی ہے

ہر شے کی پیدائش کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ تلوار اس لئے بنائی جاتی ہے کہ اس سے کاٹنے کا کام لیا جائے۔ سوئی کپڑے سینے کیلئے بنائی جاتی ہے ہوائی جہاز اڑنے کیلئے بنایا گیا ہے سورج کی تخلیق کا مقصد روشنی بہم پہنچانا ہے۔ چاند ہماری تاریک راتوں کو منور و درخشاں بناتا ہے۔ ستارے زیبائش فلک ہیں۔ غرض دنیا کی ہر ایک چیز ذرہ سے لے کر آفتاب تک خواہ متحرک ہو یا غیر متحرک جمادات ہو یا نباتات۔ خواہ چرند یا پرند تمام کی تمام انسان کے فائدہ کے لئے بنائی گئی ہیں۔ اور انسان خود عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے لیکن انسان دنیا میں اس طرح اُلجھ گیا کہ اپنے مقصدِ تخلیق کو بھلا بیٹھا۔ اپنے فرض سے آنکھیں موند لیں۔ فرض سے غفلت کے علاوہ ستم بالائے ستم۔ ہر چیز کو اپنی محنت اور فکر سے حاصل کرنے پر نازاں ہو گیا۔ آج یہی انسان کہتا ہے کہ اناج میں اگاتا ہوں۔ بچے میں پیدا کرتا ہوں۔ حالانکہ یہ کام تو اللہ تعالٰی کا ہے۔ اناج اللہ تعالٰے اگاتا ہے۔ لیکن نادان انسان یہ سمجھ بیٹھا کہ رزق پیدا کرنا میرا کام ہے۔ غلط بالکل غلط۔ ایسا سوچنا جہالت اور بے سمجھی پر مبنی ہے۔

موت زندگی کے ساتھ ساتھ ہے یقیں زندگی کے چند لمحات اللہ تعالٰے کی طرف سے الاٹ ہوئے ہیں۔ زندگی کے ان لمحات مستعار سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ زندگی بے کار مشاغل میں گذارنے کے لئے نہیں دی گئی زندگی کو فضول مشاغل میں گذارنا نادانی ہے۔ موت بہت تیزی سے رشتۂ زندگی توڑنے کے لئے بڑھ رہی ہے۔ لیکن ہم موت کو بھول گئے اور آخرت کے نفع و نقصان کو بھلا دیا۔ زندگی صرف کھیل کود بی اے کرنا اور ملازمت کرنے کا نام نہیں ہے۔ اکبر مرحوم خوب فرما گئے ہیں۔

لیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا۔ نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

خدا را ان سانسوں کی قدر کیجئے جو خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں اپنی رحمت سے بخشے ہیں۔ اس نعمت بے نظیر کی بے قدری کر کے قہر خداوندی کو دعوت نہ دیجئے۔ ورنہ دنیا و آخرت تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔

آخر سوچئے تو سہی کہ ہم سے پہلے لوگ کہاں گئے۔ خاک میں مل گئے اور آج ان کی یاد تک بھی دلوں میں نہیں رہی۔ خدارا سوچئے تو سہی ہمارے آباو اجداد کہاں ہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں تھے ہی نہیں۔ غور کیجئے سکندر کہاں ہے جو دنیا کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھتا تھا۔ دارا کا انجام کیا ہوا۔ شداد کی خاک کے ذرات کیا ہوئے ؎

دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ
تخت زمیں پہ سینکڑوں آئے چلے گئے
رستم رہا زمیں پہ نہ سام رہ گیا
مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

افسوس ہم موت سے بے خبر زندگی کے ایام ناچ گانے اور لہو ولعب میں گذار رہے ہیں۔ اور ہماری چشم موت کے بھیانک چہرے کے خوف سے اشکبار نہیں ہائے افسوس! ہائے افسوس!! - حالانکہ شہنشاہی اعلان یہ ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بچوں کا صفحہ

کمال الدین مدرس لاہو کالونی ریلوے

مکہ معظمہ پر خدائی بادشاہت کا جھنڈا

پیارے بچو! آج کی صحبت میں ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مکہ معظمہ کیسے فتح ہوا اور خدا کے گھر پر خدائی بادشاہت کا جھنڈا کیسے نصب ہوا اور ان نکالے ہوؤں کو اللہ پاک نے کیسے شاندار کامیابی عطا فرمائی۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ دس سال تک لڑائی نہ ہوگی۔ مگر بنو بکر نے دوسرے ہی سال بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا۔ قریش مکہ بھی بنو بکر سے مل گئے اور اپنے معاہدہ کو توڑ دیا۔ بنو خزاعہ نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر امداد کے لئے درخواست کی۔ حضورؐ نے انکی درخواست کو منظور فرما لیا اور فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔ چنانچہ حضورؐ نے خود اپنی کمان میں دس ہزار جانبازوں کو لے کر مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر مرّ الظہران کے مقام پر ڈیرہ ڈال دیا۔ حضرت عباسؓ کے دل میں خیال آیا کہ اگر آج مکہ معظمہ والوں نے پناہ نہ مانگی تو وہ ختم ہو جائینگے۔ چنانچہ وہ یہ خیال لے کر مکہ معظمہ کی طرف چلے کہ اگر کوئی ملے تو اس کو کہیں کہ آج پناہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اتفاق کی بات کہ ابوسفیان اور حکیم بن حزام راستے میں مل گئے۔ دونوں کچھ خوفزدہ سے ہو کر بولے کہ آپ یہاں کیسے؟ حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ کیسے کیا۔ آج تو بچنے کی صورت اگر کوئی ہے تو فقط یہ ہے کہ میرے ساتھ چلو اور پناہ مانگ لو۔ چنانچہ یہ سب دربار رسالت میں حاضر ہوئے حضورؐ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور ارشاد فرمایا۔ کہو۔ ابوسفیان! اب بھی خدا کو ایک نہ مانوگے۔ ابوسفیان نے عاجزانہ انداز میں عرض کیا کہ بیشک وہ ایک ہے۔ اگر دو ہوتے تو آج دوسرا میری امداد ضرور کرتا۔ میں معافی چاہتا ہوں توبہ کرتا ہوں اور اسلام قبول کرتا ہوں۔ اب حضورؐ نے فوج کو حکم دیا کہ مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہوں۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ شہر کے اوپر کی طرف سے اور حضورؐ خود نیچے کی طرف سے داخل ہوئے۔ داخل ہوتے وقت حضورؐ کی شان یہ ہے کہ ایک، اونٹنی پر آگے خود اور پیچھے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سوار ہیں۔ زبان مبارک پر سورہ فتح کی تلاوت ہے نہایت عاجزانہ اور خاکسارانہ انداز میں سر جھکائے ہوئے شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ زبان مبارک پر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا ہے اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے اللہ پاک یہ سب کچھ تیرے ہی فضل سے ہوا ہے۔ اگر تیرا فضل شامل حال نہ ہوتا تو یہ کامیابی ناممکن تھی۔

عزیز بچو! یہاں یہ سوچو کہ دنیا کے بادشاہ تو ایسے موقع پر قتل عام کا حکم دیا کرتے ہیں۔ باغیوں کو پھانسی دیتے ہیں اور خوب دل کھول کر بدلہ لیا کرتے ہیں۔ مگر ہمارے رسول کی شان نرالی ہے۔ کسی سے بدلہ نہیں لیتے۔ سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہجرت کے وقت حضورؐ کو زندہ لانے یا آپؐ کا سر مبارک اتار لانے پر بڑے بڑے انعام مقرر کئے تھے۔ کسی نے حضورؐ پر اینٹیں پتھر پھینکے۔ اور کسی نے خاک دھول ڈالی کسی نے راستے میں کانٹے بچھا دیئے اور کسی نے نماز کی حالت میں اوجھڑی اوپر رکھی۔ کسی نے دندان مبارک شہید کیا۔ اور کسی نے زہر دیا۔ کسی نے صاحبزادی کے نیزہ مارا تھا کہ جس کی وجہ سے ان کی وفات بھی ہو گئی تھی۔ کوئی حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا اور کوئی ان کا کلیجہ چبانے والی۔ الغرض یہ وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضورؐ کے ساتھیوں کو دکھ پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی۔ آج ان سب پر خوف و ہراس چھایا ہوا ہے۔ ہر ایک کو اپنے کرتوت یاد آ رہے ہیں۔ اور ہر ایک کے دل میں یہی خیال ہے کہ بس اب ہم کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا جائیگا مگر رحمتِ دو عالم سرکار دو جہاں کی رحم دلی کو دیکھئے۔ حکم فرمایا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے اُسے قتل نہ کیا جائے۔ جو خانہ کعبہ میں پناہ لے لے۔ قتل نہ کیا جائے۔ جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے اُسے قتل نہ کیا جائے۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، قیدیوں، بیماروں اور زخمیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کیا جائے۔ جو ابوسفیانؓ اور حکیم بن حزامؓ کے گھر میں داخل ہو جائے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔ فتح حاصل کر لینے کے بعد اب حضورؐ نے خانہ کعبہ سے ۳۶۰ بتوں کو صاف کیا اور فرمایا۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ (حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی ہے) اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کر کے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اور پھر ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! گھبراؤ نہیں۔ میں اور بادشاہوں کی طرح نہیں ہوں کہ تم سے بدلہ لوں۔ سب کو معافی ہے۔ جو کچھ ہونا تھا سو ہو چکا۔ آج کوئی شکوہ شکایت نہیں۔ سب قصے ختم۔ آج خدا تعالےٰ نے تمہارے غرور کو توڑ دیا۔ تم کو ناز تھا کہ ہم جیسا اور کوئی نہیں۔ تم کو اپنے باپ دادا کی رسموں پر گھمنڈ تھا۔ تم اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے تھے۔ یاد رکھو خدا کے ہاں بڑا وہی ہے۔ جو خدا کو زیادہ یاد کرے۔ پرہیزگار اور تقوے والا ہو ✦

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

خوشخبری

قرآن مجید مترجم بزبان سندھی

از حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیحضرت مولانا وسیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہ بار نہم چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ھدیہ - سات روپے آٹھ آنے - محصولڈاک عہ

ملنے کا پتہ - حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

رعایتی ہدیہ   اختتام ذی الحجہ تک   رعایتی ہدیہ

قرآن عزیز مترجم و محشیٰ

اصل ھدیہ نو روپے آٹھ آنے ۔ رعایتی ھدیہ آٹھ روپے ۔ محصولڈاک ۸ عہ

قرآن مجید مترجم

شیعہ، اہلحدیث، سُنی، دیوبندی، بریلوی علماء کا تصدیق شدہ ترجمہ

اصل ھدیہ چھ روپے ۔ رعایتی ھدیہ پانچ روپے چار آنے ۔ محصولڈاک ایک روپیہ چار آنے ۔

نوٹ :- رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے ۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا ۔

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ہفت روزہ خدام الدین میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

شرح اشتہارات { آخری صفحہ چار روپے فی انچ / اندرونی " تین روپے " } سنگل کالم فی اشاعت

مدرسہ عربیہ حسینیہ تعلیم القرآن مکہ مسجد شہدادپور کا سہ روزہ تبلیغی جلسہ

بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۷، ۲۸، ۲۹ جون ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ - اتوار - پیر - میونسپل پارک شہدادپور میں منعقد ہو رہا ہے ۔ جس میں مغربی پاکستان کے ممتاز علماء کرام وصوفیاء عظام شرکت فرما رہے ہیں جنکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں ۔

- مجاہد ملت وشیر حق حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی
- رئیس المتکلمین علامہ خالد محمود صاحب پروفیسر سیالکوٹ
- رئیس المناظرین حضرت مولانا علامہ دوست محمد صاحب قریشی بہاولپور
- فاضل نوجوان واعظ خوش بیان حضرت مولانا عبدالقادر قاسمی جامعہ مدینہ لاہور
- فصیح البیان شیریں کلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب کھڈہ - کراچی
- امام القراء صوفی کامل حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب کراچی
- فخر ملت حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نواب شاہ
- محبوب ملت حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب شہدادپوری مدرس مفتاح العلوم
- فاضل اجل عالم باعمل حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب صدر مدرس حیدرآباد

ناظم مدرسہ عربیہ حسینیہ مکہ مسجد

مسلمان خواتین کا محبوب دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

کا سالانہ چندہ پاکستانی بہن اور بھائی حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں ۔ پاکستانی چندہ تین روپے آٹھ آنہ ہے

ترسیل زر کا پتہ { ادارہ نشر واشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان مغربی پاکستان

ڈاکخانہ کی پہلی رسید دفتر رضوان ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ کو بھیج دیں ۔

ہر قسم کے سکول ٹاٹ بھجوانے منگوائیے

دریاں سوتی - جیوٹ اور فٹ میٹ ہماری فرم میں تیار کیے جاتے ہیں ۔ خواہشمند حضرات سے التماس ہے کہ آرڈر دے کر ہماری خدمات حاصل کریں ۔ دینی درسگاہوں کو خاص رعایت دی جائے گی ۔

کریم سنٹر 13 - جہال روڈ - منٹگمری

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا ۔